

(۷۱)

جب عقل بڑھتی ہے تو باتیں کم ہو جاتی ہیں۔

(۷۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

إِذَا تَمَّ الْعَقْلُ نَقَصَ الْكَلَامُ.

بیارگوئی، پریشان خیالی کا اور پریشان خیالی عقل کی خامی کا نتیجہ ہوتی ہے اور جب انسان کی عقل کامل اور فہم پختہ ہوتا ہے تو اس کے ذہن اور خیالات میں توازن پیدا ہو جاتا ہے اور عقل دوسرے قوائے بدنہ کی طرح زبان پر بھی تسلط و اقتدار حاصل کر لیتی ہے، جس کے نتیجے میں زبان عقل کے تقاضوں سے ہٹ کر اور بے سوچے سمجھے کھلنا گوارا نہیں کرتی اور ظاہر ہے کہ سوچ بچار کے بعد جو کلام ہوگا وہ مختصر اور زوائد سے پاک ہوگا۔

مرد چور عقلش بیفزاید بکاھد در سخن

تا نیابد فرصت گفتار نگشاید دہن

☆☆☆☆☆

(۷۲)

زمانہ جسموں کو کہنہ و بوسیدہ اور آرزوؤں کو تر و تازہ کرتا ہے، موت کو قریب اور آرزوؤں کو دور کرتا ہے۔ جو زمانہ سے کچھ پالیتا ہے وہ بھی رنج سہتا ہے اور جو کھودیتا ہے وہ تو دکھ جھیلتا ہی ہے۔

(۷۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الذَّهْرُ يُخْلِقُ الْأَبْدَانَ، وَ يُجَدِّدُ الْأُمَالَ، وَيُقَرِّبُ الْمَنِيَّةَ، وَيُبَاعِدُ الْأُمِّيَّةَ، مَنْ ظَفَرَ بِهِ نَصَبٌ، وَمَنْ فَاتَتْهُ تَعَبٌ.

(۷۳)

جو لوگوں کا پیشوا بنتا ہے تو اسے دوسروں کو تعلیم دینے سے پہلے اپنے کو تعلیم دینا چاہیے، اور زبان سے درس اخلاق دینے سے پہلے اپنی سیرت و کردار سے تعلیم دینا چاہیے، اور جو اپنے نفس کی تعلیم و تادیب کر لے وہ دوسروں کی تعلیم و تادیب کرنے والے سے زیادہ احترام کا مستحق ہے۔

(۷۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِلنَّاسِ إِمَامًا، فَلْيَبْدَأْ بِتَعْلِيمِ نَفْسِهِ قَبْلَ تَعْلِيمِ غَيْرِهِ، وَ لِيَكُنْ تَأْدِيبُهُ بِسَيْرَتِهِ قَبْلَ تَأْدِيبِهِ بِلِسَانِهِ، وَ مَعْلَمٌ نَفْسِهِ وَ مُؤَدِّبُهَا أَحَقُّ بِالْإِجْلَالِ مِنْ مَعْلَمِ النَّاسِ وَ مُؤَدِّبِهِمْ.

(۷۴)

(۷۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

نَفْسُ الْمُرءِ حُطَّاءُهُ إِلَى
انسان کی ہر سانس ایک قدم ہے جو اسے موت کی طرف بڑھائے
لئے جا رہا ہے۔

یعنی جس طرح ایک قدم مٹ کر دوسرے قدم کیلئے جگہ خالی کرتا ہے اور یہ قدم فرسائی منزل کے قرب کا باعث ہوتی ہے، یونہی زندگی کی ہر سانس پہلی سانس کیلئے پیغام فنا بن کر کاروان زندگی کو موت کی طرف بڑھائے لئے جاتی ہے۔ گویا جس سانس کی آمد کو پیغام حیات سمجھا جاتا ہے وہی سانس زندگی کے ایک لمحے کے فنا ہونے کی علامت اور منزل موت سے قرب کا باعث ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک سانس کی حیات دوسری سانس کیلئے موت ہے اور انہی فنا بردوش سانسوں کے مجموعے کا نام زندگی ہے۔

ہر نفس عمر گزشتہ کی ہے میت فانی
زندگی نام ہے مَرَمَر کے جتنے جانے کا

☆☆☆☆☆

(۷۵)

(۷۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كُلُّ مَعْدُودٍ مُنْقَضٍ، وَ كُلُّ
جو چیز شمار میں آئے اسے ختم ہونا چاہیے اور جسے آنا چاہیے
وہ آ کر رہے گا۔

(۷۶)

(۷۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

إِنَّ الْأُمُورَ إِذَا اشْتَبَهَتْ أُعْتَبِرَ أَخْرُهَا
بِأَوْلَاهَا۔
جب کسی کام میں اچھے برے کی پہچان نہ رہے تو آغاز کو دیکھ کر
انجام کو پہچان لینا چاہیے۔

ایک بیج کو دیکھ کر کاشتکار یہ حکم لگا سکتا ہے کہ اس سے کونسا درخت پیدا ہوگا، اس کے پھل پھول اور پتے کیسے ہوں گے، اس کا پھیلاؤ اور بڑھاؤ کتنا ہوگا، اسی طرح ایک طالب علم کی سعی و کوشش کو دیکھ کر اس کی کامیابی پر اور دوسرے کی آرام طلبی و غفلت کو دیکھ کر اس کی ناکامی پر حکم لگایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اوائل، اور آخر کے اور مقدمات، نتائج کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ لہذا کسی چیز کا انجام سمجھائی نہ دیتا ہو تو اس کی ابتدا کو دیکھا جائے۔ اگر ابتدا بری ہوگی تو انتہا بھی بری ہوگی اور اگر ابتدا اچھی ہوگی تو انتہا بھی اچھی ہوگی۔

سالہ کہ نکو است از بہارش پیدا

☆☆☆☆☆

(۷۷)

جب ضرار ابن ضمیرہ نے معاویہ کے پاس گئے اور معاویہ نے امیر المؤمنین علیؑ کے متعلق ان سے سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ میں نے بعض موقعوں پر آپ کو دیکھا جبکہ رات اپنے دامنِ ظلمت کو پھیلا چکی تھی، تو آپ حُرَابِ عِبَادَتِ میں ایستادہ، ریش مبارک کو ہاتھوں میں پکڑے ہوئے، مارگزیہ کی طرح تڑپ رہے تھے اور غم ریدہ کی طرح رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے:

اے دنیا! اے دنیا دور ہو مجھ سے۔ کیا میرے سامنے اپنے کولاتی ہے؟ یا میری دلدادہ و فریفتہ بن کر آئی ہے؟ تیرا وہ وقت نہ آئے (کہ تو مجھے فریب دے سکے) ! بھلا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟! جا کسی اور کو جل دے! مجھے تیری خواہش نہیں ہے۔ میں تو تین بار تجھے طلاق دے چکا ہوں کہ جس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں۔ تیری زندگی تھوڑی، تیری اہمیت بہت ہی کم اور تیری آرزو ذلیل و پست ہے۔ افسوس! زادِ راہ تھوڑا، راستہ طویل، سفر دور و دراز اور منزل سخت ہے۔

اس روایت کا تتمہ یہ ہے کہ جب معاویہ نے ضرار کی زبان سے یہ واقعہ سنا تو اس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور کہنے لگا کہ: خدا ابوالحسن پر رحم کرے، وہ واقعاً ایسے ہی تھے۔ پھر ضرار سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے ضرار! ان کی مفاہرت میں تمہارے رنج و اندوہ کی کیا حالت ہے؟ ضرار نے کہا کہ: بس یہ سمجھ لو کہ میرا غم اتنا ہی ہے جتنا اس ماں کا ہوتا ہے کہ جس کی گود میں اس کا اکلوتا بچہ ذبح کر دیا جائے۔

☆☆☆☆☆

(۷۸)

ایک شخص نے امیر المؤمنین علیؑ سے سوال کیا کہ کیا ہمارا اہلِ شام سے لڑنے کیلئے جانا قضاء و قدر سے تھا؟ تو آپ نے ایک طویل جواب دیا جس کا ایک منتخب حصہ یہ ہے:

خدا تم پر رحم کرے! شاید تم نے حتمی و لازمی قضاء و قدر سمجھ لیا ہے (کہ جس کے انجام دینے پر ہم مجبور ہیں)۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر نہ ثواب

(۷۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَمِنْ خَبَرِ ضَرَّارِ بْنِ صَمُرَةَ النَّبَائِيِّ عِنْدَ دُخُولِهِ عَلَى مُعَاوِيَةَ وَ مَسْئَلَتِهِ لَهُ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، وَقَالَ: فَأَشْهَدُ لَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي بَعْضِ مَوَاقِفِهِ وَقَدْ أَرَحَى اللَّيْلُ سُدُوكَهُ وَ هُوَ قَائِمٌ فِي مَحْرَابِهِ، قَابِضٌ عَلَى لِحْيَتِهِ، يَسْمَلُمُ تَمَلُّمَ السَّلِيمِ، وَيَبْكُ بَكَاءَ الْحَزِينِ، وَيَقُولُ:

يَا دُنْيَا يَا دُنْيَا! إِلَيْكَ عِنِّي، أَيْ تَعَرَّضْتُ؟ أَمْ إِلَيَّ تَشَوَّقْتُ؟ لَا كَانَ حِينُكَ! هَيْهَاتَ! غُرْبِي غَيْرِي، لَا حَاجَةَ لِي فِيكَ، قَدْ طَلَّقْتُكَ ثَلَاثًا لَا رَجْعَةَ فِيهَا! فَعَيْشُكَ قَصِيرٌ، وَ خَطْرُكَ يَسِيرٌ، وَ أَمْلُكَ حَقِيرٌ. أَوْ مِنْ قِلَّةِ الزَّادِ، وَ طُولِ الطَّرِيقِ، وَ بَعْدِ السَّفَرِ، وَ عَظِيمِ الْمَوْرِدِ!

(۷۸) وَمِنْ كَلَامِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِلسَّائِلِ السَّامِيِّ لَمَّا سَأَلَهُ: أَكَانَ مَسِيرُنَا إِلَى الشَّامِ بِقَضَاءٍ مِّنَ اللَّهِ وَ قَدَرٍ؟ بَعْدَ كَلَامِهِ طَوِيلٍ هَذَا مُخْتَارُهُ:

وَيَحَاكَ! لَعَلَّكَ ظَنَنْتَ قَضَاءً لَّا زِمًا، وَ قَدَرًا حَاتِمًا! وَ لَوْ كَانَ ذَلِكَ كَذَلِكَ

کا کوئی سوال پیدا ہوتا نہ عذاب کا، نہ وعدے کے کچھ معنی رہتے نہ وعید کے۔

لَبَطَلَ الثَّوَابُ وَ الْعِقَابُ، وَ سَقَطَ الْوَعْدُ وَ الْوَعِيدُ.

خداوند عالم نے تو بندوں کو خود مختار بنا کر مامور کیا ہے اور (عذاب سے) ڈراتے ہوئے نہیں کی ہے۔ اُس نے سہل و آسان تکلیف دی ہے اور دشواریوں سے بچائے رکھا ہے۔ وہ تھوڑے کئے پر زیادہ اجر دیتا ہے۔ اس کی نافرمانی اس لئے نہیں ہوتی کہ وہ دَب گیا ہے اور نہ اس کی اطاعت اس لئے کی جاتی ہے کہ اس نے مجبور کر رکھا ہے۔ اس نے پیغمبروں کو بطور تفریح نہیں بھیجا اور بندوں کیلئے کتابیں بے فائدہ نہیں اتاری ہیں اور نہ آسمان وزمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان سب کو بیکار پیدا کیا ہے۔ ”یہ تو ان لوگوں کا خیال ہے جنہوں نے کفر اختیار کیا تو افسوس ہے ان پر جنہوں نے کفر اختیار کیا، آتش جہنم کے عذاب سے۔“

إِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ أَمَرَ عِبَادَةَ تَخِيِيرًا، وَ نَهَاهُمْ تَحْذِيرًا، وَ كَلَّفَ يَسِيرًا، وَ لَمْ يُكَلِّفْ عَسِيرًا، وَ أَعْطَى عَلَى الْقَلِيلِ كَثِيرًا، وَ لَمْ يُعْصِ مَغْلُوبًا، وَ لَمْ يُطِيعْ مُكْرِهًا، وَ لَمْ يُرْسِلِ الْأَنْبِيَاءَ لِعِبَاءٍ، وَ لَمْ يُنْزِلِ الْكُتُبَ لِلْعِبَادِ عَبَثًا، وَ لَا خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا، ﴿ذَلِكَ ظَنُّ الدِّينِ كَفَرُوا ۗ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ﴾.

اس روایت کا تتمہ یہ ہے کہ پھر اس شخص نے کہا کہ: وہ کونسی فضاؤں قدر تھی جس کی وجہ سے ہمیں جانا پڑا؟ آپ نے کہا کہ: ”فضا“ کے معنی حکم باری کے ہیں، جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا الْإِبْرَاهِيمَ﴾

اور تمہارے پروردگار نے تو حکم دے دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی پرستش نہ کرنا۔ (سورہ: بنی اسرائیل، آیت ۲۳)

یہاں پر ﴿قَضَىٰ﴾ بمعنی اَمَرَ ہے۔

☆☆☆☆☆

(۷۹)

حکمت کی بات جہاں کہیں ہو اسے حاصل کرو، کیونکہ حکمت منافق کے سینہ میں بھی ہوتی ہے، لیکن جب تک اس (کی زبان) سے نکل کر مومن کے سینہ میں پہنچ کر دوسری حکمتوں کے ساتھ بہل نہیں جاتی، تڑپتی رہتی ہے۔

(۷۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خُذِ الْحِكْمَةَ أَنَّىٰ كَانَتْ، فَإِنَّ الْحِكْمَةَ تَكُونُ فِي صَدْرِ الْمُنَافِقِ، فَتَكْجَلُجُ فِي صَدْرِهِ حَتَّىٰ تَخْرُجَ، فَتَسْكُنَ إِلَىٰ صَوَاحِبِهَا فِي صَدْرِ الْمُؤْمِنِ.

(۸۰)

حکمت مومن ہی کی گمشدہ چیز ہے، اسے حاصل کرو، اگرچہ منافق سے لینا پڑے۔

(۸۱)

ہر شخص کی قیمت وہ ہنر ہے جو اس شخص میں ہے۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: یہ ایک ایسا انمول جملہ ہے کہ نہ کوئی حکیمانہ بات اس کے ہم وزن ہو سکتی ہے اور نہ کوئی جملہ اس کا ہم پایہ ہو سکتا ہے۔

(۸۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ، فَخُذِ الْحِكْمَةَ وَ لَوْ مِنْ أَهْلِ النِّفَاقِ.

(۸۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قِيَمَةُ كُلِّ امْرِئٍ مَا يُحْسِنُهُ. قَالَ الرَّضِيُّ: وَ هِيَ الْكَلِمَةُ الَّتِي لَا تُصَابُ لَهَا قِيَمَةٌ، وَ لَا تُوزَرُ بِهَا حِكْمَةٌ، وَ لَا تُقَرَّبُ إِلَيْهَا كَلِمَةٌ.

انسان کی حقیقی قیمت اس کا جو ہر علم و کمال ہے۔ وہ علم و کمال کی جس بلندی پر فائز ہوگا اسی کے مطابق اس کی قدر و منزلت ہوگی۔ چنانچہ جو ہر شے اس کی شکل و صورت، بلندی و قامت اور ظاہری جاہ و حشمت کو نہیں دیکھتیں، بلکہ انسان کے ہنر کو دیکھتی ہیں اور اسی ہنر کے لحاظ سے اس کی قیمت ٹھہراتی ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ انسان کو اکتساب فضائل و تحصیل علم و دانش میں جدوجہد کرنا چاہیے۔

زانکہ ہر کس را بہ قدر دانش او قیمت است

☆☆☆☆☆

(۸۲)

تمہیں ایسی پانچ باتوں کی ہدایت کی جاتی ہے کہ اگر انہیں حاصل کرنے کیلئے اونٹوں کو ایڑ لگا کر تیز ہٹاؤ تو وہ اسی قابل ہوں گی: تم میں سے کوئی شخص اللہ کے سوا کسی سے آس نہ لگائے اور اس کے گناہ کے علاوہ کسی شے سے خوف نہ کھائے، اور اگر تم میں سے کسی سے کوئی ایسی بات پوچھی جائے کہ جسے وہ نہ جانتا ہو تو یہ کہنے میں نہ شرمائے کہ: ”میں نہیں جانتا“، اور اگر کوئی شخص کسی بات کو نہیں جانتا تو اس کے سیکھنے میں شرمائے نہیں، اور صبر و شکیبائی اختیار کرو کیونکہ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو بدن سے ہوتی ہے۔ اگر سر نہ ہو تو بدن بیکار ہے، یونہی ایمان کے ساتھ صبر نہ ہو تو ایمان میں کوئی خوبی نہیں۔

(۸۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

أَوْصِيَكُمْ بِخَمْسٍ لَوْ ضَرَبْتُمْ إِلَيْهَا أَبْطَأَ الْإِبِلُ لَكَانَتْ لِدَلِكِ أَهْلًا: لَا يَرْجُونَ أَحَدًا مِنْكُمْ إِلَّا رَبَّهُ، وَ لَا يَخَافَنَّ إِلَّا ذُنُوبَهُ، وَ لَا يَسْتَحْيِينَ أَحَدًا مِنْكُمْ إِذَا سئِلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ أَنْ يَقُولَ لَا أَعْلَمُ، وَ لَا يَسْتَحْيِينَ أَحَدًا إِذَا لَمْ يَعْلَمِ الشَّيْءَ أَنْ يَتَعَلَّمَهُ وَ عَلَيْكُمْ بِالصَّبْرِ، فَإِنَّ الصَّبْرَ مِنَ الْإِيمَانِ كَالرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ، وَ لَا حَيِّزَ فِي جَسَدٍ لَا رَأْسَ مَعَهُ، وَ لَا فِي إِيْمَانٍ لَا صَبْرَ مَعَهُ.

ہر کہ را صبر نیست ایمان نیست